جناب ثروت صولت

حلیم ثابت

علامہ اقبال اپنے "خطبات" میں اجتہاد کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب ہم ترکی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اجتہاد کا تصور جدید فلسفیانہ افکار سے قوت اور وسعت پانے کے بعد عرصۂ دراز سے ترکوں کی سیاسی اور مذہبی فکر پر اثرانداز ہو رہا ہے۔ یہ بات فقہِ اسلامی سے متعلق حلیم ثابت کے نئے نظریے سے واضح ہے جو جدید عمرانی تصورات پر مبنی ہے۔ اگر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ایک حقیقت ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایک حقیقت ہے تو پھر ایک دن ہم کو بھی ترکوں کی طرح اپنی علمی میراث کا ازسرِنو جائزہ لینا ہوگا۔ اگر ہم عام اسلامی فکر میں کوئی تخلیقی اضافہ نہیں کرسکتے تو کم از کم ہم اپنی محتاط (conservative) تنقید کے ذریعے دنیائے اسلام میں لبرل ازم کی تیز رفتار تحریک کے لیے لگام کا کام تو کرسکتے ہیں۔"[1]

اقبال نے اپنے خطبے میں فقہِ اسلامی اور اجتہاد کے موضوع پر حلیم ثابت کے نظریے کی وضاحت نہیں کی اور نہ ان کی کسی تحریر کا اقتباس پیش کیا۔ ہاں انھوں نے آگے چل کر یہ لکھا ہے کہ ترک اس وقت (دوسری مشروطیت کے دور میں یعنی ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۸ء تک) دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کے لیے اقبال نے قوم پرست پارٹی کی اصطلاح استعمال کی ہے جو سیکولرازم کی حامی تھی اور دنیوی امور کو دینی امور سے الگ کرنا چاہتی تھی۔ دوسرے گروہ کے لیے انھوں نے مذہبی اصلاح پارٹی کی اصطلاح استعمال کی ہے جو دین اور دنیا کی قائل نہیں تھی اور اسلام کو ایک ہمہ گیر نظام سمجھتی تھی۔

ترکی میں جمہوریت کے قیام سے پہلے ترک دانش ور دو واضح گروہوں میں تقسیم تھے۔ ایک گروہ اسلامی فکر رکھتا تھا۔ سعید حلیم پاشا، جو ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۶ء تک خلافتِ عثمانیہ کے صدرِ اعظم رہے، محمد عاکف (۱۸۷۳ء تا ۱۹۳۶ء) جو اقبال کے ہم عصر اور ترکی کے شاعرِ اسلام تھے، پروفیسر احمد نعیم[2] (۱۸۷۲ء تا ۱۹۳۴ء) جو استنبول یونیورسٹی

---

[1] ڈاکٹر محمد اقبال: خطبات (انگریزی) لاہور ۱۹۵۱ء، ص ۱۵۳، باب ششم "اسلام کے ڈھانچے میں حرکت کا اصول"

[2] احمد نعیم "اسلام اور نظریہ قومیت" کے نام سے ایک اہم طویل مقالے کے مصنف تھے جس میں انھوں نے قوم پرستی کے مسئلے کا اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا ہے۔ اگر کبھی فرصت ملی تو انشاء اللہ اس کا اردو ترجمہ پیش کروں گا۔

میں فلسفے کے معلم تھے اور عثمانی مجلسِ اعیان کے رکن بھی تھے اور اسماعیل حقی ازمیرلی (۱۸۶۸ء تا ۱۹۴۶ء) جو استنبول یونیورسٹی میں شعبہ الٰہیات کے صدر تھے، اس گروہ کے ممتاز دانشور تھے۔ حافظ اشرف ادیب (۱۸۸۲ء تا ۱۹۷۱ء) کا ہفت روزہ جریدہ "صراطِ مستقیم" جس کا نام بدل کر بعد میں سبیل الرشاد[۳] کر دیا گیا تھا، اسلامی فکر رکھنے والے ان دانشوروں کا سب سے بڑا ترجمان تھا۔ اقبال نے مذہبی اصلاح کی پارٹی کی اصطلاح اسی گروہ کے لیے استعمال کی ہے۔

دوسرا گروہ مغرب پرست دانشوروں پر مشتمل تھا۔ یہ گروہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ ایک گروہ کی قیادت عبداللہ جودت[۴] اور جلال نوری الیری[۵] کر رہے تھے اور دوسرے گروہ کی قیادت ضیا گوک الپ، فواد کوپرولو اور خالدہ ادیب کر رہے تھے۔ ممتاز سیاستدان اور کثیر التصانیف مصنف شمس الدین[۶] گونالتائی (Gunaltay) کا تعلق بھی اسی گروہ سے تھا۔ مغرب پسندوں کے یہ دونوں گروہ کٹر ترک قوم پرست تھے۔ اسی وجہ سے اقبال نے ان کو ترک قوم پرست پارٹی سے متعلق لکھا ہے، لیکن فی الحقیقت اس نام کی کوئی پارٹی ترکی میں موجود نہیں تھی۔ تقریباً تمام مغرب پسند ترک قوم پرست انجمن اتحاد و ترقی سے تعلق رکھتے تھے اور جمہوریت کے بعد ان کا تعلق حکمران جمہور خلق پارٹی یعنی ری پبلکن پارٹی سے ہو گیا۔ اسی طرح مذہبی اصلاح پارٹی کے نام سے بھی کوئی سیاسی جماعت موجود نہیں تھی۔ اسلامی اصلاحات کے حامی دانشوروں اور رہنماؤں کی کچھ تعداد بھی "انجمن اتحاد و ترقی"[۷] ...

۳۔ صراطِ مستقیم کا پہلا شمارہ ۱۴ اگست ۱۹۰۸ء (۱۳۲۶ھ) کو نکلا۔ ۵ مارچ ۱۹۲۵ء (۱۳۴۱ھ) تک اس کی ۲۵ جلدیں اور ۱۴۱ شمارے شائع ہوئے۔ پہلی سات جلدیں اور ۱۸۲ شمارے صراطِ مستقیم کے نام سے نکلے۔ اس کے بعد جریدے کا نام سبیل الرشاد ہو گیا۔

۴۔ عبداللہ جودت (۱۸۶۹ء تا ۱۹۳۲ء) ممتاز صحافی اور اہلِ قلم تھے۔ خیالات کے لحاظ سے ملحد تھے۔

۵۔ جلال نوری الیری (Ileri ۱۸۷۷ء تا ۱۹۳۰ء) آزاد خیال صحافی اور مصنف تھے اور مشہور ترک شاعرہ لیلیٰ ساز کے شوہر۔ وہ اگرچہ اسلام کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں سمجھتے تھے لیکن انھوں نے اسلام کی ایسی تشریح کی جو مسلمہ عقائد کے خلاف ہے۔

۶۔ شمس الدین گونالتائی (۱۸۸۳ء تا ۱۹۶۱ء) نے تاریخی اور معاشرتی مسائل پر بہ کثرت کتابیں لکھیں۔ اسلام کی "ترقی پسندانہ" تشریح کرتے تھے۔ شروع میں صراطِ مستقیم میں مسلسل لکھا۔ ۱۶ جنوری ۱۹۴۹ء سے ۲۲ فروری ۱۹۵۰ء تک ترکی کے وزیر اعظم بھی رہے اور اسلامی فکر کو دبانے میں حصہ لیا۔

۷۔ ممتاز ترک شاعر یحییٰ کمال بیاتلی نے اپنی خود نوشت میں لکھا ہے کہ: "انجمن اتحاد و ترقی" کے اندر بے دین

(باقی اگلے صفحے پر)

میں شامل تھی جن کے سرخیل سعید حلیم پاشا تھے۔ لیکن اسلامی فکر رکھنے والے دانش ور عام طور پر کسی سیاسی پارٹی سے وابستہ نہیں تھے۔

ان میں پہلا گروہ اسلامی اثرات کو زیادہ سے زیادہ کم رکھنے کا حامی تھا جب کہ دوسرا گروہ اسلام سے بالکل قطع تعلق نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس دوسرے گروہ کا ترجمان جریدہ "ترک یوردو"[58] تھا۔ بعد میں ضیا گوک الپ نے اسلام پسندوں کے "سبیل الرشاد" کے جواب میں پندروزہ "اسلام مجموعہ سی" جاری کیا۔ یہ رسالہ انجمن اتحاد و ترقی کی مالی امداد سے جاری کیا گیا تھا اور ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جاری رہا۔ اس رسالے کا مقصد یہ بتانا تھا کہ قوم پرست اسلام کے مخالف نہیں، لیکن اسلام کی تعبیر و تشریح میں وہ اسلام پسندوں سے اختلاف رکھتے تھے۔[59]

ضیا گوک الپ نے ترک قوم پرستوں کی انجمن تورک اوجاغی کی طرف سے ۱۹۱۷ء میں "ینی مجموعہ" کے نام سے ایک اور جریدہ بھی شائع کرنا شروع کیا جو ۱۹۲۳ء تک جاری رہا۔

حلیم ثابت کا تعلق ترک قوم پرستوں کے اسی گروہ سے تھا جس کے قائد ضیا گوک الپ تھے، اور اگر ہم اس گروہ کی بھی تقسیم مزید کر دیں تو جیسا کہ مشہور ترک دانش ور اور مفکر علمی ضیا اُلکین (۱۹۰۱ء تا ۱۹۷۴ء) نے لکھا ہے، حلیم ثابت کا تعلق شمس الدین گونالتائی اور شرف الدین یالت قیا[60] (Yalt Kaya) کے گروہ سے تھا۔ حلیم ثابت روس کے تاریخی مقام کازان میں پیدا ہوئے تھے جو پچھلی صدی کے وسط سے اشتراکی انقلاب تک زار روس کی سلطنت میں مسلمانوں کا سب سے بڑا علمی اور تہذیبی مرکز تھا۔ روس کے مشہور عالم اور دانش ور

فری میسنوں کے ساتھ ساتھ اتحاد اسلام کے کٹر حامی، وسیع المشرب اور انسان دوست لوگوں کے ساتھ تنگ نظر، قوم پرست، صاحب کردار لوگوں کے ساتھ ساتھ انتہائی بدکردار لوگ اور بے غرض وطن دوستوں کے شانہ بشانہ جنگ جو اور جنگ باز یک جا ہو گئے تھے۔" (خاطرہ لرم، ص ۱۷۱)

۵۸ "ترک یوردو" ۱۹۱۱ء میں جاری کیا گیا تھا اور ترک قوم پرستوں کی انجمن "تورک اوجاغی" کا ترجمان تھا۔

۵۹ ثروت صولت: بدیع الزماں سعید نورسی، ص ۵۶ (البدر پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور)

۶۰ علمی ضیا (ÜLKEN) تورکیہ دہ چاغداش دوشونجہ تاریخی (ترکی میں جدید فکر کی تاریخ ص ۶۴۹) قونیہ ۱۹۶۶ء

محمد شرف الدین یالت قیا (۱۸۷۹ء تا ۱۹۴۹ء) کا طبقۂ علما سے تعلق تھا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۷ء تک ترکیہ جمہوریہ کے شعبۂ دینی امور کے سربراہ رہے۔ ان سے مسلمانوں کو شکایت ہے کہ وہ ایک ایسے دور میں خاموش رہے جب کہ ترکی میں اسلام پر سخت ترین حملے کیے گئے۔ دینی اور تاریخی موضوعات پر تیس سے زیادہ کتابوں اور کتابچوں کے مصنف تھے۔

شہاب الدین مرجانی[۱۱] اور موسیٰ جار اللہ ممعبی[۱۲] اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ حلیم ثابت نے تعلیم استنبول کے مدارس میں حاصل کی۔ اس کے بعد وہ ایک مدرسہ میں استاد ہوگئے۔ روسی، عربی اور فارسی جانتے تھے۔ انھوں نے "اجتہاد" کے موضوع پر ابتدائی مضامین صراطِ مستقیم اور حکمت نامی جریدوں میں لکھے۔ اس کے بعد جب ضیا گوک الپ نے اسلام مجموعہ سی اور دینی مجموعہ کے نام سے جریدے جاری کیے تو ان میں مضامین لکھنے لگے۔ ان کے ایک اقتباس سے جو آگے پیش کیا جا رہا ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غالباً "اسلام مجموعہ سی" کے مدیرِ مسئول بھی تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد وہ جرمنی چلے گئے اور وہاں قالین کی تجارت شروع کر دی۔ ۱۹۳۶ء میں حلیم ثابت غالباً پھر ترکی واپس آگئے، کیوں کہ حلمی ضیا لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۶ء میں وہ پھر علمی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے۔ اس کے بعد جب ترکی کی وزارتِ تعلیم نے اسلامی انسائیکلوپیڈیا[۱۳] شائع کرنا شروع کیا تو حلیم ثابت اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے سیکرٹری مقرر کیے گئے۔ انھوں نے ۱۹۴۳ء میں استنبول میں وفات پائی[۱۴]۔

مندرجہ بالا معلومات سے جو میں حلیم ثابت کے بارے میں اپنے محدود ذرائع سے حاصل کر سکا ہوں یہ نہیں

---

[۱۱] شہاب الدین مرجانی (۱۸۱۵ء تا ۱۸۸۹ء) ایک بلند پایہ مصنف اور مصلح تھے۔ عربی اور تاتاری زبان میں تیس کتابوں کے مصنف تھے۔ الحکمۃ البالغہ، وفیات اسلاف، مستفاد الاخبار، ناظورۃ الحق اور شرح عقائد نسفی ان کی اہم کتابیں ہیں۔

[۱۲] موسیٰ جار اللہ (۱۸۷۵ء تا ۱۹۴۹ء) روس کے ان مسلمان علما میں سے ہیں جن کے نام سے پاکستان اور ہندوستان کے مسلمان واقف ہیں۔ وہ عربی اور ترکی میں چھوٹی بڑی ایک سو بیس کتابوں کے مصنف تھے۔

[۱۳] یہ انسائیکلوپیڈیا وزارت تعلیم کی ہدایت پر استنبول یونیورسٹی کے شعبۂ ادبیات کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کی اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی طرح لیڈن کی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام پر مبنی ہے۔ اردو انسائیکلوپیڈیا میں جس طرح ترامیم اور اضافے کیے گئے ہیں اسی طرح اس میں بھی کیے گئے ہیں۔ خالدہ خانم کے شوہر ڈاکٹر عدنان آدیوار شعبۂ ادارت کے پہلے سربراہ تھے۔ ۱۹۵۵ء میں ان کی وفات کے بعد مختلف اہل علم اس منصب پر فائز ہوتے رہے ہیں جن میں فواد کوپرولو کا نام قابل ذکر ہے۔ انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت کا آغاز ۱۹۴۰ء میں ہوا تھا اور ۱۹۷۴ء تک حرف T تک تیرہ جلدیں شائع ہو چکی تھیں۔ یہ تمام جلدیں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اس کے بعد سے اب تک صرف دو جزو ۱۲۵ اور ۱۲۶ شائع ہوئے ہیں جو میرے پاس موجود ہیں۔ آخری جز تونس (Tunus) پر ختم ہوتا ہے۔

[۱۴] حلمی ضیا الکین: ترکیہ دہ چاغداش دوشونجہ تاریخی، ص ۶۵۶

معلوم ہوسکا کہ وہ کسی کتاب کے مصنف بھی تھے یا نہیں۔ ہاں وہ فقہی موضوعات خصوصاً اجماع اور اجتہاد کے موضوع پر مختلف جرائد میں اظہار خیال کرتے رہے ہیں۔ راقم الحروف کو ان کے چھ مضامین کے کچھ اقتباسات مل گئے ہیں جو ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۵ء کے درمیان لکھے گئے تھے۔ مشروطیت کا یہی وہ زمانہ ہے جب ترکی میں "اجتہاد" کی بحث عروج پر تھی۔ غالباً اس کے بعد حلیم ثابت نے اس موضوع پر پھر نہیں لکھا اور اگر کچھ لکھا ہوگا تو "یینی مجموعہ" میں لکھا ہوگا جو ۱۹۱۷ء میں جاری ہوا تھا اور ۱۹۲۳ء تک جاری رہا۔ پہلی جنگِ عظیم ختم ہونے کے بعد حلیم ثابت جرمنی چلے گئے۔ جرمنی سے واپسی پر ۱۹۳۶ء سے انھوں نے اگرچہ علمی سرگرمیوں میں پھر حصہ لینا شروع کر دیا تھا، لیکن یہ کس قسم کی علمی سرگرمیاں تھیں؟ اس کا کوئی علم نہیں ہوسکا۔ بہرحال دینی سرگرمیاں نہیں ہوسکتیں، کیوں کہ ۱۹۲۸ء میں ترکی کو ایک سیکولر ریاست قرار دینے کے بعد دینی سرگرمیوں اور تحریروں پر سخت پابندیاں عائد ہوچکی تھیں۔ اقبال کے خطبات کا زمانہ ۱۹۲۸ء ہے، اس لیے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اقبال نے حلیم ثابت کے بارے میں جس خیال کا اظہار کیا ہے وہ مشروطیت کے دور کی تحریروں کے ترجمے کو دیکھ کر کیا ہوگا یا ان کے بارے میں جرمن یا انگریزی مضامین دیکھ کر اظہارِ خیال کیا ہوگا۔ چھ مضامین جن کے اقتباسات ذیل میں دیے جارہے ہیں، حسب ذیل جرائد میں شائع ہوئے:

۱۔ صراطِ مستقیم جلد ۳ شمارہ ۵۸ (۱۹۰۹ء/ ۱۹۱۰ء) میں "اجتہاد اور مجتہد" کے موضوع پر ایک طویل سلسلہ مضامین کا آغاز کیا جو جلد چہارم شمارہ ۸۱ تک جاری رہا۔

۲۔ صراطِ مستقیم جلد ۳ شمارہ ۷۷ (۱۹ فروری ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۱۰ء) میں جو مضمون شائع ہوا وہ اسی سلسلے کا ایک حصہ تھا جس کا آغاز شمارہ ۵۸ میں کیا گیا تھا۔

۳۔ اسلام مجموعہ سی، جلد ۲ شمارہ ۲۱ (۲۰ جنوری ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۴ء) مضمون "اجماع"

۴۔ اسلام مجموعہ سی، جلد ۲ شمارہ ۲۷ (۳۰ اپریل ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۴ء) مضمون "اجماع: آلِ عثمان اور تشریعی اختیار"

۵۔ اسلام مجموعہ سی؛ جلد ۲ شمارہ ۳۰ (۱۱ جون ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۴ء) مضمون "ولایت دینیہ"

۶۔ اسلام مجموعہ سی جلد ۲، شمارہ ۴۳ (۲۹ جولائی ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۵ء) مضمون "موجودہ اجتماعی ہیئت کے مطابق اجتہاد۔"

صراطِ مستقیم

صراطِ مستقیم جلد ۳، شمارہ ۵۸ سے، "اجتہاد اور مجتہد" کے موضوع پر حلیم ثابت نے جن طویل سلسلہ مضامین

کو شروع کیا تھا، اس کے اقتباسات دست یاب نہیں ہو سکے لیکن اس سلسلے کے ایک مضمون کے جواب میں جو ۱۹ فروری ۱۳۲۵ھ/۱۹۱۰ء کے صراطِ مستقیم میں شائع ہوا تھا جریدہ "بیان الحق" کے مضمون کے اقتباسات مل گئے ہیں جس سے حلیم ثابت کے بنیادی فکر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بیان الحق، ترکی زبان کا ایک ادبی، سیاسی اور دینی ہفت روزہ تھا جو استنبول سے ۲۲ ستمبر ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۹ء سے نکلنا شروع ہوا اور ۲۲ تشرین اول (اکتوبر) ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء تک جاری رہا۔ اس اخبار کے کل ۱۸۲ شمارے شائع ہوتے۔ اخبار جمعیت علمیہ اسلامیہ کا ترجمان تھا اور تمام مسائل کا اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ لیتا تھا۔ یہ عہدِ مشروطیت کا اہم فکری رسالہ تھا اس میں لکھنے والوں میں احمد نعیم، شیخ الاسلام مصطفےٰ صبری، اسماعیل حقی، عمر نصوحی، مصطفےٰ کاظم اور شرف الدین یالت قیا جیسے لوگ شامل تھے[۱۵]۔ حلیم ثابت کے مضمون کا جواب بیان الحق کی جلد ۲، شمارہ ۵۲ (مارچ ۱۳۲۶ھ/۱۹۱۰ء) میں شائع ہوا تھا۔ اقتباس حسب ذیل ہے:

"حلیم ثابت نے اجتہاد کے بارے میں جو مقالہ لکھا ہے اور علمائے اسلام کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ہم اس کا مقصد سمجھنے سے قاصر ہیں۔ انھوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیے جانے کے بارے میں جو شکایت کی ہے وہ غیر ضروری ہے کیوں کہ فی الحقیقت اسلام میں اجتہاد کو ترک کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے درمیان ایسے افراد موجود نہیں جو اجتہاد کی اہلیت رکھتے ہوں ...... ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے بھی دنیا کے کتب خانوں میں بھری ہوئی فقہی کتابوں کا کماحقہ، مطالعہ نہیں کیا، لیکن اس ضمن میں ضروری علم حاصل کیے بغیر ہر اہل قلم فتی اجتہاد کی کرسی پر براجمان ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہمیں سب سے پہلے جو کام کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اپنی علمی کمی پوری کرنے کے لیے اجتہاد کریں۔"[۱۶]

اسلام مجموعہ سی

اسلام مجموعہ سی جلد ۲ شمارہ ۲۱ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۴ء میں حلیم ثابت نے اجماع کے موضوع پر جو مقالہ لکھا اس کا ایک اقتباس یہ ہے:

۱۵؎ تورک دیلی و ادبیاتی انسی کلوپیدیسی (ترکی زبان و ادب کی انسائیکلوپیڈیا) جلد اول، صفحہ ۴۲۲

۱۶؎ صادق البیرق: Seriat Ten Laiklige (شریعت سے سیکولرازم تک) استنبول ۱۹۷۷ء، ص

«مجتہد صرف ان لوگوں کو نہیں کہا جاسکتا جو کثرتِ علم کے مالک ہوں۔ مجتہد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جس زمرے سے تعلق رکھتا ہو اس کے تمام رسم ورواج اور قومی علوم سے بھی واقف ہو۔ عوام کسی ایسے شخص کو جو اُن کے رسم ورواج اور قومی ثقافت سے واقف نہ ہو مجتہد تسلیم نہیں کر سکتے۔»[۱۷]

اسلام مجموعہ سی جلد ۲ شمارہ ۲۷ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۴ء میں انھوں نے اجماع کے سلسلے میں "آلِ عثمان اور تشریعی اختیار" کے عنوان سے جو مقالہ لکھا، اس کا اقتباس حسب ذیل ہے:

"تنظیمات کی اصلاحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی الحقیقت ان کا مقصد دینی امور کو دنیوی امور سے الگ کرنا تھا۔ اگر قانون کو دین سے الگ کر دیا جاتا اور دین کو روحانی امور تک محدود کر دیا جاتا تو دین کا مقام بلند اور ارفع ہو جاتا۔ دوسری طرف حکومت کو قانون سازی کا اختیار دے کر ملک اور عدالت کا بہتر طور پر تحفظ کیا جاسکتا تھا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تنظیمات کے دور میں دینی علیحدگی کے کام کو اچھی طرح انجام نہیں دیا جاسکا۔ وجہ یہ تھی کہ اجتماعی مسائل میں عملی طریقوں کی اصلاح سے پہلے عوام کی اصلاح ضروری ہے۔ تنظیمات کے دور میں جو کام انجام دیے گئے، ان کو علم کے ساتھ انجام نہ دے سکنے کی وجہ سے کماحقہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے دین کو بھی اصلاحات کے باوجود بہت سے دنیوی معاملوں میں آلودہ ہونے سے روکا نہ جاسکا، اور فتویٰ خانے[۱۸] اور مدرسے عہدِ ماضی کی طرح شرعی حکموں، میراث کی تقسیم اور یتیموں کے معاملات جیسے دنیوی امور میں بدستور الجھے رہے، جس کی وجہ سے دین کی اصلی روح، اعتقاد اور عبادات یعنی دینی تربیت کی طرف سے غفلت برتی گئی، اس کے ساتھ ہی ساتھ حکومت بھی پوری طرح ایک شرعی حکومت کی شکل اختیار نہ کر سکی، کیونکہ نظریاتی طور پر اب بھی تشریع اور قضا کا حق فتویٰ خانہ کو حاصل تھا، لہٰذا جب تک نئے اصولِ فقہ کے تحت اسلامی علوم میں انقلاب نہیں لایا جائے گا، قانون کے دائرہ کو دینی دائرے سے جدا نہیں کیا جائے گا، قانون کے میدان میں فتویٰ خانہ کی حاکمیت کی جگہ ملت کی حاکمیت قائم نہیں کی جاسکتی۔"[۱۹]

اسی مضمون میں حلیم ثابت آگے چل کر لکھتے ہیں:

---

۱۷ صادق البیرق: Seriat Ten Laiklige (شریعت سے سیکولرازم تک)۔ استنبول ۱۹۷۷ء، ص ۲۹۶

۱۸ عثمانی دور میں شیخ الاسلام کے دفتر کو فتویٰ خانہ کہا جاتا تھا، مجازاً ہر مفتی کا دفتر۔

۱۹ صادق البیرق: Seriat Ten Laiklige (شریعت سے سیکولرازم تک)۔ ص ۲۹۷، ۲۹۸

"مدرسوں کے نظام کو دینی اور قومی مدرسوں کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کر کے علمی مدارس کو وزارت تعلیم کے سپرد کر دیا جاتا اور دینی مدرسوں کو عبادات اور اعتقادات کی تعلیم تک محدود کر دیا جاتا تو اس طرح اعتقادات میں جان پیدا ہو جاتی اور ایسے دینی معلم تیار ہو سکتے جو حقیقی دینی احیا کا باعث ہوتے۔ اس طرح فتووں نے عبادات اور اعتقادات کی اصلاح و تنظیم کے لیے اور دینی تعلیم و تربیت کو بہترین شکل میں انجام دینے تک محدود ہو جاتے۔"[۲۰]

اسلام مجموعہ سی جلد ۲، شمارہ ۳۰ (۱۱ جون ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۵ء) میں ایک اور مضمون "ولایت دینیہ" میں حلیم ثابت لکھتے ہیں:

"دینی فرائض کو دنیوی فرائض سے الگ کر کے صرف دینی امور کو اگر مشیخت یعنی شیخ الاسلام کے اور قانونی اور علمی امور کو عدلیہ اور وزارتِ تعلیم کے سپرد کر دیا جائے تو سارا کام ٹھیک ہو جائے گا۔"[۲۱]

اسلام مجموعہ سی جلد ۲ شمارہ ۳۳ (۲۹ جولائی ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۵ء) میں حلیم ثابت نے ولایت حقوقیہ (قانون کی بالادستی؟) سے بحث کی ہے۔ مضمون سے اقتباس حسبِ ذیل ہے:

"ہم جن احکام کو فقہی اور شرعی احکام تصور کرتے ہیں وہ ہمارے اسلاف اور اخلاف کے انفرادی اجتہاد پر مبنی ہیں اور ان میں بہت کم فقہی احکام ایسے ہیں جو اجماع پر مبنی ہیں۔۔ بہت سے انفرادی فتوے ایسے ہیں جن میں صرف آیت اور حدیث سے رجوع کیا گیا ہے اور رسم و رواج کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اجنبی ماحول سے متعلق اجتہادی فیصلوں کو جو ہمارے حالات سے مطابقت نہیں رکھتے فقہی حکم سمجھا جاتا ہے۔ ہم جس اجتماعی معاشرے سے وابستہ ہیں اس میں پیش آنے والے حادثوں کے بارے میں احکام بھی ان اصولوں سے وضع کیے جاتے ہیں جو قدیم ضرورتوں کے تحت وضع کیے گئے تھے اور ان تمام باتوں کو اسلامی شریعت سمجھا جاتا ہے۔"[۲۲]

یہ ہیں وہ کل اقتباسات جو راقم الحروف حلیم ثابت کی تحریروں کے بارے میں حاصل کر سکا ہے۔ اگرچہ یہ بہت مختصر اور ناقص ہیں لیکن ان سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ حلیم ثابت اجتہاد کے معاملے میں

---

[۲۰] صادق البیرق، Seriat Ten Laiklige (شریعت سے سیکولرازم تک)۔ ص ۲۹۸

[۲۱] ایضاً، ص ۲۹۷ — [۲۲] ایضاً، ص ۲۹۹

آزاد خیال (لبرل) تھے اور دین اور دنیا کی دوئی کے قائل تھے۔ غالباً حلیم ثابت کی اسی قسم کی تحریر ہوگی جس کے پیش نظر اقبال نے اپنے خطبہ میں اجتہاد کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے باوجود ذیل کا انتباہی جملہ استعمال کیا تھا:

"اگر ہم عام اسلامی فکر میں کوئی تخلیقی اضافہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ہم اپنی محتاط (Conservative) تنقید کے ذریعے دنیائے اسلام میں لبرل ازم کی تیز رفتار تحریک کے لیے لگام کا کام تو کر سکتے ہیں۔

الفہرست

محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق — اردو ترجمہ: محمد اسحاق بھٹی

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری تک کے علوم و فنون، سیر و رجال اور کتب و مصنفین کی مستند تاریخ ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی کتابوں، قرآن مجید، نزولِ قرآن، جمع قرآن اور قرائے کرام، فصاحت و بلاغت، ادب و انشا اور اس کے مختلف مکاتب فکر، حدیث و فقہ اور اس کے تمام مدارس فکر، علم نحو، منطق و فلسفہ، ریاضی و حساب، سحر و شعبدہ بازی، طب و صنعت کیمیا وغیرہ تمام علوم، ان کے علما و ماہرین اور اس سلسلے کی تصنیفات کے بارے میں اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں واضح کیا گیا ہے کہ یہ علوم کب اور کیوں کر عالم وجود میں آئے۔ پھر ہندوستان اور چین وغیرہ میں اس وقت جو مذاہب رائج تھے، ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ اس دور میں دنیا کے کس کس خطے میں کیا کیا زبانیں رائج اور بولی جاتی تھیں اور ان کی تحریر و کتابت کے کیا اسلوب تھے۔ ان کی ابتدا کس طرح ہوئی اور وہ ترقی و ارتقا کی کن کن منازل سے گزریں۔ ان زبانوں کی کتابت کے نمونے بھی دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ اصل عربی کتاب کے کئی مطبوعہ نسخے سامنے رکھ کر کیا گیا ہے اور جگہ جگہ ضروری حواشی دیئے گئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

صفحات ۹۴۶ مع اشاریہ — قیمت ۴۵ روپے

ملنے کا پتا: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور